فتاویٰ امن پوری (قسط ۶۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: حالت روزہ میں فوت ہو گیا، روزہ افطار نہ کیا تھا، کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

جواب: پڑھی جائے گی۔

سوال: ایک دن کا سفر ہو، تو کیا روزہ افطار کیا جا سکتا ہے؟

جواب: آدھے دن کا سفر ہو، تو بھی روزہ افطار کیا جا سکتا ہے۔

سوال: بوڑھا دائم المرض رمضان میں کیا کرے؟

جواب: ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو اوسط درجہ کا کھانا کھلا دے۔

سوال: بوڑھا ذیابیطس کا مریض رمضان میں کیا کرے؟

جواب: ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔

سوال: جو مسافر تردد میں ہو، کہ آج واپسی ہوتی ہے یا کل، اسی کشمکش میں انیس سے زائد ایام گزر جاتے ہیں، کیا ایسا مسافر نماز قصر کرنے کے ساتھ ساتھ روزہ قضا کر سکتا ہے؟

جواب: جس مسافر کو واپسی پر تردد ہو، وہ روزہ قضا کر سکتا ہے، خواہ پورا ماہ ہی تردد میں گزر جائے۔

سوال: شدید پیاس ہو، تو روزہ افطار کر سکتا ہے؟

جواب: اگر پیاس اتنی شدید ہو کہ ہلاکت کا اندیشہ ہو، یا عقل کے زائل ہونے کا

خوف ہو، تو ایسا شخص روزہ افطار کر سکتا ہے، بعد میں قضا دے دے۔

(سوال): جو شخص روزہ رکھنے سے بیمار ہو جاتا ہے، کیا وہ روزوں کا فدیہ دے سکتا ہے؟

(جواب): جو شخص روزہ رکھنے سے بیمار ہو جائے اور دوسرے دنوں میں قضا کرنے سے بھی بیمار ہو جاتا ہو، تو وہ روزوں کا فدیہ دے سکتا ہے۔

(سوال): جس بیمار کو ماہر طبیب کا حکم ہو کہ دوپہر کو دوا ضرور پیے، کیا وہ بیمار روزہ افطار کر سکتا ہے؟

(جواب): اگر واقعی دوا پینا ضروری ہے، تو روزہ افطار کر سکتا ہے، اس پر قضا ہے۔

(سوال): جو شخص نذر کا روزہ بوجہ خوف بیماری نہ رکھ سکے، وہ کیا کرے؟

(جواب): جو شخص نذر کا روزہ بوجہ خوف بیماری نہ رکھ سکے، تو وہ اس روزے کو کسی دوسرے دن قضا کر لے، اگر دوسرے دن روزہ رکھنے سے بھی بیماری کا خدشہ ہے، تو روزے کا فدیہ دے سکتا ہے۔

(سوال): اگر کسی نے نذر کے روزے پورے نہ کیے اور فوت ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): جو اپنے نذر کے روزے رکھے بغیر فوت ہو جائے، تو میت کا ولی وارث اس کی طرف سے روزہ رکھے گا۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ.

''جس پر (نذر کے) روزے تھے اور وہ فوت ہو گیا، تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے گا۔''

(صحيح البخاري: 1952، صحيح مسلم: 1147)

سوال: دوران رمضان ایام حیض شروع ہو گئے، تو کیا کرے؟

جواب: عورت کو جتنے دن حیض رہے، وہ روزے نہیں رکھے گی اور رمضان کے بعد ان روزوں کی قضا دے گی۔ حیض میں روزہ نہیں رکھ سکتی۔

❀ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ؛ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ ؟ .

''کیا ایسا نہیں کہ حائضہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے۔''

(صحيح البخاري : 304، صحيح مسلم : 79)

❀ معاذہ رحمہا اللہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے سوال و جواب بیان کرتی ہیں:

''عرض کیا، حائضہ روزے کی قضائی تو دیتی ہے، نماز کی قضائی کیوں نہیں دیتی؟ فرمایا: آپ حروریہ ہیں؟ عرض کیا نہیں، میں حروریہ نہیں ہوں، فقط سوال کیا ہے، فرمایا: ہم ماہواری میں ہوتیں تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا، نماز کی قضا کا نہیں۔''

(صحيح البخاري :321، صحيح مسلم : 335)

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''امتِ مسلمہ کا اجماع ہے کہ عورت ماہواری میں روزے نہیں رکھ سکتی، بلکہ بعد میں قضائی دے گی، البتہ نماز کی قضا نہیں ہے۔ الحمد للہ! اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔''

(التمهيد لما في المؤطّأ من المعاني والأسانيد : 107/22)

حائضہ روزہ نہیں رکھے گی، یہ مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے، البتہ روزے کی حالت میں حیض آ گیا، تو اس روزے کی اور باقی روزے جو رہ گئے، ان کی قضائی دے گی۔

(سوال): جس روزے کے دوران حیض آیا، کیا اس دن شام تک کھا پی سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب): اگر روزے کے دوران حیض شروع ہو جائے، تو عورت کا روزہ ٹوٹ گیا، وہ اسی وقت کھا پی سکتی ہے، شام تک کھانے پینے سے رکے رہنے کی ضرورت نہیں، البتہ پاکی کے بعد اس روزے کی بھی قضا دے گی۔

(سوال): ایک شخص بواسیر کے مرض میں مبتلا ہے، جب روزہ رکھتا ہے، تو شدید خون آنے لگتا ہے اور سخت تکلیف ہوتی ہے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(جواب): ایسا شخص رمضان میں روزے چھوڑ سکتا ہے، بعد میں جب مرض میں خفت آئے، تو ان روزوں کی قضا دے دے، اگر آئندہ رمضان تک مرض سے شفایابی کی اُمید نہ ہو، تو ان روزوں کا فدیہ ادا کر دے۔

(سوال): کیا اُسی سال کا لاچار بوڑھا روزوں کی طرح نماز کا بھی فدیہ دے سکتا ہے؟

(جواب): فدیہ صرف روزوں کا ہے۔ نماز کا فدیہ نہیں، یہ ضرور بالضرور ادا کرنا ہوتی ہے، اگر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا، تو بیٹھ کر، اگر بیٹھ کر نہیں، تو لیٹ کر، ورنہ اشارے سے پڑھ لے، مگر پڑھنی ضرور ہے۔

(سوال): جو شخص ہمیشہ سفر میں رہتا ہے، وہ رمضان کے روزوں کو قضا کیسے کرے؟

(جواب): جو شخص پورا سال سفر میں رہتا ہے، اسے چاہیے کہ سردیوں کے موسم میں، جب دن چھوٹے ہوتے ہیں اور موسم قابل برداشت ہوتا ہے، رمضان کے روزوں کی قضا دے دے، اگر ایسا ممکن نہ ہو، تو روزوں کا فدیہ دے سکتا ہے۔

(سوال): جو شخص روزہ رکھنے پر قدرت رکھتا ہے، مگر پھر بھی روزہ نہ رکھے اور فدیہ ادا کر دے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): قدرت کے باوجود جو روزہ نہیں رکھتا اور فدیہ ادا کرتا ہے، تو فدیہ سے اس کا فرض ادا نہ ہوگا، یہ شخص گناہ گار ہے، تا آنکہ ان روزوں کی قضا دے دے اور توبہ کر لے۔

(سوال): زمیندار کو سخت گرمی میں روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

(جواب): زمیندار یا مزدور روزہ افطار نہیں کر سکتا، البتہ موسم کے مطابق اپنے کام کی ترتیب اور وقت بدل لے۔

(سوال): روزوں کی قضا کب دی جائے گی؟

(جواب): جس کے رمضان کے روزے رہ جائیں، اس کے لیے لگا تار روزوں کی قضا دینا بہتر ہے، البتہ اگر وقفے وقفے سے اگلے رمضان تک قضا مکمل کر لے، تو بھی جائز ہے۔ اگر کوئی شخص رمضان کے روزوں کی قضا دینے سے پہلے شوال کے چھ روزے رکھ لے، تو بھی کوئی حرج نہیں۔

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (البقرة: ١٨٥)

''دوسرے دنوں میں (رمضان کے روزوں کی) گنتی پوری کر لیں۔''

❀ علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ (١٤١٤ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ أُمِرَ بِالْقَضَاءِ مُطْلَقًا عَنْ وَقْتٍ مُّعَيَّنٍ فَلَا يَجُوزُ تَقْيِيدُهٗ بِبِعْضِ الْأَوْقَاتِ إِلَّا بِدَلِيلٍ .

''روزوں کی قضا کا بغیر کسی وقت معین کے، مطلق حکم دیا گیا ہے، لہٰذا اسے بغیر دلیل کے کسی وقت کے ساتھ خاص کرنا جائز نہیں۔''

(مِرعاة المَفاتيح : 23/7)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

كَانَ يَكُونُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ، فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقْضِيَ إِلَّا فِي شَعْبَانَ.

''مجھ پر رمضان کے روزوں کی قضا ہوتی، میں انہیں شعبان سے پہلے نہ رکھ سکتی تھی۔''

(صحيح البخاري : 1950، صحيح مسلم : 1146)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا رمضان کے روزوں کی قضا تاخیر سے دینا اس بات کی دلیل ہے کہ قضا میں وسعت ہے اور اس میں تاخیر جائز ہے، نیز یہ روایت دلیل ہے کہ اس بارے میں تاخیر کی انتہا ماہِ شعبان ہے۔''

(التّمهيد لما في المؤطإ من المَعاني والأسانيد : 149/23)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رمضان کی قضاء کو مطلق طور پر مؤخر کرنا جائز ہے، خواہ عذر کی وجہ سے یا بغیر عذر کے۔''

(فتح الباري : 190/4)

❁ نیز فرماتے ہیں:

''امام بخاری رحمہ اللہ کے ظاہری صنیع سے لگتا ہے کہ آپ رحمہ اللہ روزوں کی قضا (تاخیر) میں وسعت اور وقفہ کو جائز سمجھتے تھے، کیونکہ آپ رحمہ اللہ نے اپنے منہج کے مطابق ترجمۃ الباب میں آثار ذکر کیے ہیں، یہی جمہور کا مؤقف ہے۔''

(فتح الباري : 189/4)

❁ علامہ عبیداللہ مبارکپوری رحمہ اللہ (۱۴۱۴ھ) فرماتے ہیں:

''یہ حدیث جمہور کی دلیل ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضا فوراً دینا ضروری نہیں، کیونکہ اگر قضا میں تاخیر ممنوع ہوتی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تاخیر پر قائم نہ رکھتے۔ البتہ جلد سے جلد قضا دینا مستحب ہے، کیونکہ اطاعت اور خیر میں جلدی کرنا اولیٰ ہے۔''

(مِرعاة المَفاتيح : 23/7)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا يَضُرَّكَ كَيْفَ قَضَيْتَهَا إِنَّمَا هِيَ عِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ فَأَحْصِهِ .

''آپ کو کوئی نقصان نہیں، جیسے جی چاہے قضا دیں، صرف دوسرے دنوں میں (رمضان کے روزوں کی) گنتی (پوری کرنا ضروری) ہے۔''

(تغليق التّعليق لابن حَجَر: 186/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

فَرِّقْهُ إِذَا أَحْصَيْتَهٗ .

''جب آپ گنتی پوری کریں، تو وقفے میں کوئی حرج نہیں۔''

(سنن الدّارقطني : 193/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

يُوَاتِرُهٗ إِنْ شَاءَ .

''چاہے تو متفرق رکھ لے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 34/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بِهٖ بَأْسًا، وَيَقُولُ : إِنَّمَا قَالَ اللّٰهُ : ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾

”آپ رضی اللہ عنہ وقفہ یا تاخیر میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف دوسرے دنوں کی گنتی کا ذکر فرمایا ہے۔“

(السّنن الكبرى للبيهقي : 258/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے رمضان کے روزوں کی قضا کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُرَخِّصْ لَكُمْ فِي فِطْرِهٖ وَهُوَ لَا يُرِيدُ أَنْ يَشُقَّ عَلَيْكُمْ فِي قَضَائِهٖ فَأَحْصِ الْعِدَّةَ وَاصْنَعْ مَا شِئْتَ .

”اللہ تعالیٰ نے روزہ چھوڑنے کی رخصت اس لیے نہیں دی کہ قضا میں آپ پر مشقت ڈال دے، آپ جیسے چاہیں، گنتی پوری کریں۔“

(سنن الدّارقطني : 191/2، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 258/4، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَرِّقْ قَضَاءَ رَمَضَانَ، وَأَحْصِ الْعِدَّةَ .

”رمضان کے روزوں کی قضا وقفہ سے دیں، لیکن (رمضان کے روزوں کی) گنتی پوری کریں۔“

(سنن الدارقطني : 192/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ وقفہ سے رمضان کے روزوں کی قضا میں کوئی حرج

خیال نہیں کرتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 33/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ جعفر بن میمون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَضَاءُ رَمَضَانَ عِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ .

''رمضان کے روزوں کی قضا میں دوسرے دنوں میں گنتی (پوری کرنا) ضروری ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 33/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عروہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُوَاتِرُ قَضَاءَ رَمَضَانَ .

''رمضان کے روزوں کی قضاء متفرق دے سکتا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 34/3، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رمضان کے روزوں کی قضا کے بارے میں فرماتے ہیں:

يُتَابَعُ بَيْنَهٗ . ''تسلسل کے ساتھ روزے رکھے جائیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 34/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَقْضِيهِ كَهَيْأَتِهٖ .

''جس طرح چھوڑے تھے، اسی طرح قضا دے گا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 34/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ قاسم بن محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صُمْهُ مُتَتَابِعًا، إِلَّا أَنْ يُقْطَعَ بِكَ كَمَا قُطِعَ بِكَ فِيهِ .

''روزے کی قضا لگاتار دیں، الا یہ کہ (قضا میں بھی) وہی عارضہ پیش آ جائے، جو پہلے پیش آیا تھا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 34/3، وسندهٔ صحيحٌ)

فہم سلف کی روشنی میں ان اقوال کو استحباب پر محمول کیا جائے گا۔

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَقْضِيهِ مُتَتَابِعًا أَحَبُّ إِلَيَّ وَإِنْ فَرَّقَ أَجْزَأَهٗ .

''رمضان کے روزوں کی قضا لگاتار ہو، تو مجھے زیادہ پسند ہے، البتہ قضا میں وقفہ بھی جائز ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 35/3، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَّصُومَهٗ كَمَا أَفْطَرَهٗ .

''مجھے پسند ہے کہ جس طرح روزے چھوڑے تھے، اسی طرح قضا دے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 34/3، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لگاتار قضا دینا مجھے پسند ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 34/3، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ اسحاق بن منصور کوسج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ : قَضَاءُ رَمَضَانَ؟ قَالَ : لَا بَأْسَ بِهِ مُتَفَرِّقًا، قَالَ إِسْحَاقُ : كَمَا قَالَ، وَالتَّتَابُعُ أَفْضَلُ .

''میں نے (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے) رمضان کی قضا کے بارے میں سوال کیا، فرمایا: متفرق روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرا بھی یہی موقف ہے، البتہ تسلسل کے ساتھ روزے رکھنا افضل ہے۔''

(مسائل الکوسج : 707)

❁ صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنْكَرَ أَبِي عَلٰى مَنْ يَّقُولُ : لَا يُجْزِئُهٗ إِلَّا مُتَتَابَعٌ .

''میرے والد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کا رد کیا ہے، جو کہتے ہیں کہ رمضان کی قضا صرف تسلسل کے ساتھ ہی ہے۔''

(مسائل صالح : 920)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

''(رمضان کی قضا) تسلسل کے ساتھ دینا ضروری نہیں، بلکہ چاہے، تو وقفے وقفے سے دے، چاہے، تو مسلسل دے۔ یہ جمہور سلف وخلف کا موقف ہے۔ اس پر دلائل موجود ہیں، کیونکہ تسلسل کے ساتھ روزے رکھنا ماہِ رمضان میں ضروری ہے، رمضان کے ختم ہو جانے کے بعد ضروری نہیں، لہٰذا جتنے روزے رہ گئے ہیں، اتنے دنوں کے روزے رکھنا مراد ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ ''دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنا ہے۔''

پھر فرمایا: ﴿يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ ''اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے، تنگی نہیں۔''

(تفسير ابن كثير :504/1)

۞ محدث البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

''حاصل کلام یہ کہ (روزوں کی قضا میں) وقفہ یا تسلسل کے متعلق کوئی مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے۔ درست بات یہی ہے کہ دونوں عمل ہی جائز ہیں۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔''

(إرواء الغَليل : 97/4)

رمضان کے روزوں کی قضا پے در پے مستحب ہے، ضروری نہیں، لگا تار قضا کو ضروری قرار دینا بے دلیل ہے، اس مؤقف کو سلف صالحین کی حمایت حاصل نہیں۔

۞ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ مَنْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ مِنْ رَمَضَانَ فِي شَعْبَانَ بَعْدَهُ أَنَّهُ مُؤَدٍ لِفَرْضِهِ غَيْرُ مُفْرِطٍ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ جس نے رمضان کے چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا آئندہ شعبان میں دے دی، اس کا فرض ادا ہو گیا، وہ گناہ گار نہیں۔''

(شرح صحيح البخاري : 95/4)

سوال: شوال کے چھے روزے رکھنا کیسا ہے؟

جواب: اہل علم کا اتفاق ہے کہ شوال کے چھے روزے مشروع و مستحب ہیں۔ ان کے ثبوت میں متواتر احادیث وارد ہوئی ہیں۔ علامہ کتانی رحمہ اللہ نے اسے ''نظم المتناثر من

الحدیث المتواتر (ص۱۳۴)''میں ذکر کیا ہے۔

❀ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ .

''جس نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے، پھر شوال کے چھ روزے رکھے، اس نے گویا سال بھر کے روزے رکھے۔''

(صحيح مسلم : 1164)

❀ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

بِكُلِّ يَوْمٍ عَشْرًا؟ قَالَ : نَعَمْ .

''کیا ہر دن کے بدلے دس روزوں کا ثواب ملے گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں''

(مصنف عبد الرزاق : 7918، معجم ابن المقرئ : 615، وصححه أبو عوانة : 2699، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدِ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ صِيَامَ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ .

''اس حدیث کی روشنی میں لوگوں کی ایک جماعت نے شوال کے چھے روزوں کو مستحب کہا ہے۔''

(سنن الترمذي، تحت الحديث : 759)

❀ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بِهٖ نَأْخُذُ .

”ہمارا عمل اسی حدیث کے موافق ہے۔“

(مصنف عبد الرزاق : 7918)

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَسَنٌ، هُوَ مِثْلُ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ .

”(شوال کے چھ روزوں کا) یہ عمل مستحب ہے۔ اس کا اجر وثواب ہر ماہ تین روزے رکھنے کی طرح ہے۔“

(سنن الترمذي، تحت الحديث : 759)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ بِسِتٍّ مِّنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ .

”جس نے رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھے، اس نے گویا پورا سال روزے رکھے۔“

(مسند البزار [كشف الأستار] : 1060، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ كَانَ تَمَامَ السَّنَةِ، مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا .

”جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے، اس نے پورا سال روزے رکھے، کیونکہ جو ایک نیکی کرتا ہے، اسے دس گنا ثواب ملتا ہے۔“

(سنن ابن ماجه : 1715، وسندهٗ حسنٌ)

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

جَعَلَ اللّٰهُ الْحَسَنَةَ بِعَشْرٍ فَشَهْرٌ بِعَشَرَةِ أَشْهُرٍ وَسِتَّةُ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ تَمَامُ السَّنَةِ .

''اللہ تعالیٰ نے ایک نیکی کو دس گنا کر دیا ہے، لہٰذا (رمضان کے) ایک مہینے کے روزے دس مہینوں کے برابر ہیں اور شوال کے چھ روزے ساٹھ روزوں کے برابر ہیں۔''

(السّنن الكبرىٰ للنّسائي : 2874، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ایک روایت میں ہے:

صِيَامُ رَمَضَانَ بِعَشَرَةِ أَشْهُرٍ، وَصِيَامُ السِّتَّةِ أَيَّامٍ بِشَهْرَيْنِ، فَذٰلِكَ صِيَامُ السَّنَةِ .

''رمضان کے روزے دس مہینے کے روزوں کے برابر ہیں اور (شوال کے) چھ روزے دو مہینوں کے برابر ہیں، یوں یہ پورے سال کے روزے ہوئے۔''

(صحيح ابن خزيمة : 2115، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام حسن بصری رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

''آپ کے پاس جب بھی چھ روزوں کا ذکر ہوتا، جو کہ بعض لوگ رمضان کے بعد نفل کے طور پر رکھتے ہیں، تو فرمایا کرتے تھے: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس مہینے کے ذریعے پورے سال کے روزوں سے راضی ہو گیا ہے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 96/3، وسندهٗ صحيحٌ)

امام شافعی (شرح النووی : ۱/۳۶۹) اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ (المغنی لابن قدامہ : ۱۷۲/۳) ان روزوں کے استحباب کے قائل ہیں۔ اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (حجۃ

اللہ البالغۃ :۲/۸۵) بھی ان کی مشروعیت کے قائل ہیں۔امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے منسوب کراہت کا قول باسند صحیح ثابت نہیں۔کوئی ثقہ امام شوال کے چھ روزوں کی عدم مشروعیت کا قائل نہیں۔ضعیف اور بے سند اقوال کا کوئی اعتبار نہیں۔

❁ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَيْسَ بِمَكْرُوهٍ بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ وَسُنَّةٌ .

''یہ روزے مکروہ نہیں، بلکہ مستحب سنت ہیں۔''

(بدائع الصّنائع : 78/2)

❁ فقہ حنفی میں ہے:

لٰكِنَّ عَامَّةَ الْمُتَأَخِّرِينَ لَمْ يَرَوْا بِهٖ بَأْسًا .

''اکثر متاخرین (حنفی علما) شوال کے روزوں میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے۔''

(البحر الرّائق شرح كنز الدّقائق : 278/2، منحة الخالق لابن عابدين : 278/2)

❁ شیخی زادہ حنفی (۱۰۷۸ھ) لکھتے ہیں:

''عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے مکروہ نہیں، یہ مختار قول ہے۔ کیونکہ رمضان اور شوال کے درمیان عید الفطر کے ایک دن کا فاصلہ آ جاتا ہے۔اس سے اہل کتاب کے ساتھ تشبہ لازم نہیں آتا، لہٰذا یہ روزے مکروہ نہیں، بلکہ مستحب سنت ہیں، کیونکہ اس بارے میں حدیث وارد ہوئی ہے۔''

(مَجمع الأنهر :255/1)

سوال:شوال کے چھ روزے مسلسل رکھے جائیں یا متفرق؟

جواب:متفرق بھی رکھے جا سکتے ہیں، کیونکہ حدیث میں لگا تار رکھنے کی قید نہیں لگائی

گئی، لہٰذا ماہِ شوال کے جن دنوں میں بھی چھ روزے رکھ لیے جائیں، تو فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

سوال: کیا صرف ایک نفلی روزہ رکھنا جائز ہے یا اس کے ساتھ دوسرا تیسرا بھی ملایا جائے گا؟

جواب: صرف ایک نفلی روزہ بھی رکھا جا سکتا ہے، البتہ صرف جمعہ والے دن کو روزے کے ساتھ خاص نہیں کرنا چاہیے، اس سے منع کیا گیا ہے، جمعہ کے ساتھ جمعرات یا ہفتہ کا روزہ ملا لینا چاہیے۔

سوال: عاشوراء میں اگر نو محرم کا روزہ نہ رکھ سکے، تو کیا دس اور گیارہ محرم کا روزہ رکھا جائے گا؟

جواب: عاشوراء کے روزے میں مشروع اور مستحب یہ ہے کہ نو اور دس محرم کے دو روزے رکھے جائیں، البتہ جو نو محرم کا روزہ نہ رکھ سکے، وہ صرف دس محرم کا روزہ رکھ لے، گیارہ محرم کا روزہ ملانا ثابت نہیں، گیارہویں محرم کے بارے میں مروی تمام روایات ضعیف اور نا قابل احتجاج ہیں۔

سوال: نابالغ لڑکا، جو پڑھائی کرتا ہے، کیا اس کے لیے روزہ رکھنا بہتر ہے یا وہ پڑھائی میں وقت لگائے؟

جواب: روزہ رکھ کر بھی پڑھائی کی جا سکتی ہے۔ نابالغ کو بھی عادت ڈالنے کے لیے روزے رکھوانے چاہیے، یہ اس کی تربیت ہے۔ صحابیات چھوٹے بچوں کو بھی روزے رکھواتی تھیں اور جب وہ روزے کی شدت سے رونے لگتے، تو انہیں کھلونوں کے ساتھ بہلاتی تھیں، یہاں تک کہ مغرب کا وقت ہو جاتا۔ (بخاری: ۱۹۶۰، مسلم: ۱۱۳۶)

(سوال): کیا شوال کے چھ روزے عید کے اگلے روز ہی شروع کرے؟

(جواب): شوال کے چھے روزے پورے مہینے میں کبھی بھی رکھے جا سکتے ہیں، عید کے اگلے روز رکھنا ضروری نہیں۔

(سوال): ستائیس رجب کے روزے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ستائیس رجب کا روزہ مشروع نہیں۔ بعض یہ روزہ بڑے اہتمام سے رکھتے ہیں، اس کی رات عبادت میں گزارتے ہیں، نیز سمجھتے ہیں کہ اس روزے کا اجر ہزار روزوں کے برابر ہے۔ مگر یہ تمام باتیں بے اصل اور بے ثبوت ہیں۔

(سوال): کیا شطرنج کھیلنے سے روزے پر کچھ اثر ہوتا ہے؟

(جواب): شطرنج کھیلنا حرام ہے، اس پر وعید آئی ہے۔

✿ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''اہل علم کا اجماع ہے کہ شطرنج کھیلنا جوا ہے، جو کہ جائز نہیں۔''

(التّمهيد : 182/13، الاستذكار : 462/8)

اس سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا، البتہ اجر و ثواب میں کمی آجاتی ہے۔

(سوال): کیا دوسروں کے پاس افطار کرنے کا ثواب زیادہ ہے؟

(جواب): بعض یہ سمجھتے ہیں کہ دوسروں کے کھانے سے افطار کرنے سے روزے کا ثواب زیادہ ملتا ہے، مگر یہ بات شرعی دلیل سے ثابت نہیں۔

(سوال): اگر رؤیت ہلال کی خبر دن بارہ بجے موصول ہو، تو کیا کرے؟

(جواب): رؤیت ہلال کی معتمد اور معتبر خبر جب موصول ہو، تو فوراً روزہ ختم کر دے، خواہ مغرب سے کچھ پہلے معلوم ہو۔

(سوال): روزہ کس چیز سے افطار کرنا بہتر ہے؟

(جواب): افضل یہ ہے کہ کھجور سے افطار کرے، جیسا کہ بعض روایات سے ثابت ہے۔طبی ماہرین بھی یہی فرماتے ہیں۔

(سوال): رنڈی اور ہندو کی افطاری سے افطار کرنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): کیا نفل اور رمضان کے قضا روزوں کی اکھٹی نیت کرنے سے دونوں کا ثواب ملے گا؟

(جواب): دونوں کی اکھٹی نیت کرنا درست نہیں۔

(سوال): عید کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے؟

(جواب): ناجائز اور ممنوع ہے۔

(سوال): کیا عید کے دن روزہ رکھنے سے ثواب ملے گا؟

(جواب): ثواب تو نہیں، البتہ حرام کے ارتکاب سے گناہ ملے گا۔

(سوال): کیا مریض دوا سے روزہ افطار کرسکتا ہے؟

(جواب): کرسکتا ہے، مگر بہتر ہے کہ پہلے کچھ کھا پی لے، تاکہ معدہ پر دوا کا برا اثر نہ ہو، البتہ جو ادویات خالی پیٹ لی جاتی ہے، ان سے روزہ افطار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(سوال): اگر کوئی روزہ چھوڑنے کے بہانے سے سفر کا حیلہ کرے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): روزہ افطار کرنے کے لیے حیلہ و بہانہ کرنا ممنوع ہے، البتہ اس صورت میں روزہ قضا کیا جاسکتا ہے۔

(سوال): بغیر سحری روزے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): روزہ نفل ہو یا فرض، اس کے لیے سحری کرنا مستحب، مسنون اور باعث خیر وبرکت ہے، البتہ اس کے بغیر روزہ درست ہے، بشرطیکہ روزے کی نیت کی ہو۔

(سوال): رمضان کے استقبال میں ایک دو روزے رکھنا کیسا ہے؟

(جواب): درست نہیں، حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آپ میں سے کوئی رمضان سے پہلے ایک دو دن روزے نہ رکھے، البتہ وہ شخص رکھ سکتا ہے، جس کے روزوں کی روٹین میں وہ دن آجائے۔''

(صحيح البخاري : 1914 ، صحيح مسلم : 1082)

(سوال): سال بھر میں کن دنوں روزے رکھنا ممنوع ہے؟

(جواب): سال میں پانچ دن روزے رکھنا ممنوع ہے، ایک عید الفطر، ایک عید الاضحیٰ اور تین ایام تشریق (۱۱،۱۲،۱۳ ذوالحجہ) کے۔ ان کے علاوہ پورا سال کسی بھی دن نفل روزے رکھے جا سکتے ہیں۔

(سوال): ایک شخص نے حقہ سے روزہ افطار کیا، تو کیا افطار ہوا یا نہیں؟

(جواب): بلاشبہ حقہ نوشی ممنوع اور ناجائز ہے، مگر اس سے روزہ افطار کرنے سے روزہ ادا ہو جائے گا۔

(سوال): ایک شخص کو تین افراد مل کر افطاری کراتے ہیں، مگر افطاری کرنے والے نے صرف ایک شخص کا کھانا کھایا، کیا تینوں کو ثواب ملے گا؟

(جواب): جی ہاں، تینوں کو ثواب ملے گا۔